اور تعدد ازدواج، کو منسوخ کر دے۔ یہ فقہ اسلامی کی رُو سے قرآنی احکام میں ترمیم و تنسیخ کا جواز نکالنا، اور جس ریاست میں ایسے "اصلاح یافتہ" قوانین نافذ ہوں اُسے اسلامی ریاست کہنا، اور اُس کے صدر کو اسلامی ریاست کا امیر قرار دینا ایک عجیب چیز ہے اور پھر اہلِ قرآن کا ایسی تحقیق اِیق پہ صاد کر کے اِسے شائع کرنا اس سے بھی عجیب تر۔ اقبال نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تاریخ بتا دے گی کہ "یہ غلطیاں" مفید نتائج بھی برآمد کر سکتی ہیں۔ اِن غلطیوں سے جو "مفید" نتائج برآمد ہوئے ہیں، وہ اور پھر اُن کا جو ردِ عمل ہُوا ہے وہ بھی سامنے آ چکا ہے اور آ تا جا رہا ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ اب زیادہ محتاجِ بحث نہیں رہا۔

چودھری غلام احمد صاحب نے مرزا غلام احمد کی نبوت کا چند منٹوں میں ٹھیٹھ قرآنی ردّ کرنے کے لیے جو طرزِ استدلال اختیار کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے: تاریخ انسانی کو وہ دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا حصہ وہ جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے گزرا۔ دوسرا وہ جو حضور کی بعثت کے بعد شروع ہُوا۔ پہلے حصے کو چودھری صاحب عہدِ طفولیت قرار دیتے ہیں اور دوسرے کو عہدِ رُشد و شباب۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اب چونکہ انسانی ذہن سنِ تمیز و شعور کو پہنچ گیا ہے، اس لیے اب اُس کی وقتاً فوقتاً رہنمائی کے لیے آئندہ مزید انبیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان کے ذہن اور نبوت کے بارے میں یہ ارتقائی نظریہ پرویز صاحب کی اپنی تخلیق نہیں ہے بلکہ اسے بھی اقبال مرحوم کی بعض تحریروں سے مستعار لیا گیا ہے۔

ہمارے نزدیک ختمِ نبوت کے لیے یہ استدلال اپنے مقدمات کے لحاظ سے بھی غلط ہے اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی۔ انسانی ذہن کا ارتقاء جس پر اس پورے استدلال کی بنا رکھی گئی ہے، صرف عالمِ مادّی و طبیعی کی معلومات تک محدود ہے۔ رہا دینی و اخلاقی شعور، تو اس معاملے میں ذہنِ انسانی کا زمانی ارتقاء کوئی ثابت شدہ حقیقت نہیں ہے۔ آغازِ انسانیت سے لے کر آج تک پاکیزہ ترین تصورِ ایمان و اخلاق رکھنے والے انسان اور بدترین عقائد و اخلاق رکھنے والے انسان ہر دور اور ہر زمانے میں پہلو بہ پہلو پائے گئے ہیں۔ نوعِ انسانی نے تاریخی و زمانی تدریج کے لحاظ سے اخلاق و ایمان میں ترقی کے کوئی مدارج طے نہیں کیے ہیں۔ دیدۂ روزگار نے ہر زمانے میں عقیدہ و اخلاق کی انتہائی بلندی اور انتہائی

پستی کے مناظر کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس لیے ختم نبوت کے حق میں یہ دلیل سرے سے غلط ہے۔ پھر اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ قادیانیت کے ساتھ ساتھ خود اسلام کی جڑ بھی کاٹ دیتا ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ پہلے انبیاء کی ضرورت اس لیے تھی کہ انسان بچہ تھا اور اب ان کی ضرورت اس لیے نہیں رہی کہ اب انسان سن رشد کو پہنچ چکا ہے، تو اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب انسان کو سرے سے ہدایت بذریعہ نبوت کی حاجت ہی نہیں رہی۔ یہ ایک ایسا تیر ہے جس نے بیک وقت قادیانیت اور اسلام دونوں کو مجروح کر دیا ہے۔

صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کی ضرورت اُسی صورت میں پیش آتی ہے، جبکہ سابقہ کتاب اور نبوت یا تو عالمگیر نہ ہو، یا اُس کی تعلیمات محفوظ نہ رہی ہوں۔ چونکہ اللہ کی آخری کتاب اور نبوت عالمگیر بھی تھی اور اس کی تعلیم بھی تحریف سے محفوظ کر دی گئی اس لیے کتب وانبیاء کی مزید ترسیل بھی غیر ضروری ہو گئی۔ یہ دلیل معقول بھی ہے اور واقعی بھی۔ اسے چھوڑ کر اگر یہ کہا جائے کہ انسان "جوان" ہو جانے کی وجہ سے آئندہ "نئے سہاروں" سے مستغنی ہو گیا ہے، تو پھر آخر اس بلوغ ذہنی کے بعد "پرانے سہاروں" کی بھی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

سرفرازیٔ ملّت کے اسرار | مصنف ڈاکٹر شیدا قادری صاحب رام نگری۔ ناشر مکتبہ تعمیرِ انسانیت ۲۵ گجر گلی، موچی دروازہ لاہور۔ قیمت ۶ر

۳۰ صفحات کا یہ مختصر رسالہ مسلمانوں کی پستی — صدیوں کی مسلسل پستی — کے اسباب تلاش کرنے، ان اسباب کا علاج بتانے اور مسلمانوں کی دوبارہ ترقی کے ذرائع بیان کرنے کے لیے لکھا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ باوجود اختصار کے بہت سی اچھی اور صحیح باتیں کہی گئی ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق یہ بات بالکل صحیح ہے کہ "انہوں نے انبیاء سابقین کی امتوں کی طرح دینِ حق کی روح کو فراموش کر دیا ہے اور اپنی پسند اور خیالات کے مطابق اصول وضوابط وضع کر لیے ہیں۔ اور انہی کے مطابق زندگیاں گذار رہے ہیں اور ان کا انجام بھی ٹھیک دیگر امتوں کا سا ہو رہا ہے۔۔۔" اسی طرح دوبارہ ترقی کرنے کے